"ولا تخلو طرقہ عن مجہولین ومتروک۔ انتہٰی"

امام فتنی لکھتے ہیں، ٹھیک ہے لیکن اس میں متہم ایک بھی راوی نہیں ہے (تذکرۃ الموضوعات)
بہرحال بروایت ابوموسیٰ یہ الفاظ مروی ہیں:

"من زھد فی الدنیا اربعین یوما واخلص فیہا العبادۃ اجری اللہ ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ"

لیکن ابوالشیخ میں "من زھد" کی جگہ "من اخلص" آیا ہے۔ بہرحال یہ بھی سب ضعیف روایات ہیں (فتنی) حضرت انسؓ سے بھی مروی ہے لیکن ضعیف ہے:

"قال الزرکشی: وروی بسند ضعیف من حدیث انس"

بعض روایات میں آیا ہے:

"من اکل الحلال اربعین یوما نور اللہ قلبہ"، وفی روایۃ: "ومن حضرھا اربعین یوما یدرک التکبیرۃ الاولیٰ کتب لہ براءتان براءۃ من النار وبراءۃ من النفاق" قال القاری: "کانہ یرید بہ من یحضر العشاء والفجر فی جماعۃ" (موضوعات)

بہرحال روایتی حیثیت اس کی مخدوش ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اگر کوئی شخص ایسے کام اخلاص سے کرے تو کیا اس کا کوئی اثر ہوگا؟ یہ ممکن ہے، مگر یہ الگ بات ہے۔ روایت کی بات الگ ہے۔

۵۔ <u>تراویح میں وقفہ کے دوران:</u>

احناف لکھتے ہیں، جو جی کرے، کرے اور پڑھے:

"وھو مخیر فیہ ان شاء جلس ساکتا وان شاء ھلل او سبح او قرأ او صلی نافلۃ منفردا" (کبیری شرح منیۃ ص۳۸۶)

یہ انتظار کی کیفیت ہے۔ اور یہ مستحب ہے۔ کیونکہ حرمین کا یہی دستور ہے:

"وھو الانتظار مستحب لعادۃ اھل الحرمین" (کبیری)

اس کے باوجود احناف نے عوام کی سہولت کیلئے ایک تسبیح کی صورت بھی ان کے سامنے رکھی ہے وہ یہ ہے کہ تین بار وقفہ میں پڑھے:

"سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لا یموت سبوح قدوس ربنا ورب الملٰئکۃ والروح"

لا الٰہ الا اللّٰہ نستغفر اللّٰہ نسألک الجنۃ ونعوذ بک من النار (رد المختار ص۷۴)

لیکن اس کا ماخذ کیا ہے، اس کا ذکر نہیں فرمایا۔

امام ابن القیم نے امام احمد سے یہ ورد نقل کیا ہے کہ وہ اسے دہرا دہرا کر بار بار پڑھتے تھے:

"لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو" (بدائع الفوائد ج ۴ ص ۱۱۰)

بعض ائمہ اور تابعین وقفہ کے دوران انفرادی طور پر دوسرے ورد و وظیفہ کے بجائے نوافل پڑھ لیا کرتے تھے۔ ان میں عامر بن عبداللہ بن زبیر، ابو عمرو، سعید بن عبدالعزیز، لیث بن سعد، ابن مبارک، ابن جابر، بکر بن مضر، ابوبکر بن حزم، یحییٰ بن سعید، ابن عبیدۃ، قیس بن رافع، اوزاعی، ابو معاویہ اور سعید بن الخمیس: یصلون بین الاشفاع ـــــ امام مالکؒ بھی فرماتے تھے کہ اس میں کوئی حرج نہیں! (قیام اللیل ص ۷۲)

بعض صحابہؓ اور تابعینؒ اور ائمہؒ اس کے مخالف تھے اور سخت مخالف تھے، لٹھ لے کر خبر لیتے تھے۔ (قیام اللیل ص ۷۲)

راقم الحروف کے نزدیک یہ وظیفہ اقرب الی الصواب ہے:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ ذُو الْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ"

عن طلحۃ بن یزید عن حذیفۃ قال قام بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات لیلۃ من رمضان فی حجرۃ من جرید النخل ثم صب علیہ دلوا من ماء ثم قال اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر۔ الحدیث! ـــــ قال النسائی: ھذا الحدیث عندی مرسل وطلحۃ بن یزید لا اعلم سمع من حذیفۃ ص۱۹۸/۱۔ مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۹۵/۲)

۶۔ فقہ واصول کی کتب:

یہ بہر حال جماعت کے اکابر اور علماء کی تشخیص کا کام اور معاملہ ہے۔ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور کوئی مناسب نصاب تجویز کریں۔ یہ بات انفرادی صوابدید کے حوالے کرنا مناسب نہیں ہے۔ باقی رہی راقم الحروف کی ذاتی دلچسپی، تو اسے یوں تصور فرمائیں:

فقہ:

امام شوکانی کی دررِ بہیہ زبانی یاد کرائی جائے، اس کے بعد عمدۃ الفقہ ابن قدامۃ، مختصر ابن الحاجب،